

اگر محبوب کے نزدیک اس کے بعد بھی کوئی امتحان باقی رہ گیا ہو تو سچے عاشق کو اس میں ایک لمحے کے لیے بھی تاثر نہ ہوگا۔

پھر یہ محض خیال نہیں، بلکہ حق پرستی اور انسانیت دوستی کی تاریخ میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں کہ جاننازدوں نے جانیں دیں، اس کے بعد ان کی لاشوں سے نہایت نازیبا سلوک روا رکھا گیا۔ یہ شعرا ایسے ہی حقائق کا آئینہ ہے۔

مولانا طباطباتی فرماتے ہیں: اس شعر پر اگر غالب خدا سے سخن ہونے کا دعویٰ کریں تو خدا گواہ ہے کہ زیبا ہے۔ پھر دیکھیے تو، نہ فن معانی کی کوئی خوبی ہے، نہ فن بیان کا کچھ حسن ہے، نہ فن بدیع کے تکلفات ہیں۔

۲۔ شرح: اگر میرا شوق تسلی کے باغ سے پھول نہیں چن سکا تو نہ سہی۔ محبوب کے دیدار کی حسرت کا جو غم ہے، اس کا خار راز تو موجود ہے۔ سادہ لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ اگر شوق کی تسکین کا سامان ہم نہیں پہنچا تو سچے عاشقوں کے لیے حسرت دیدار کا غم تو موجود ہے۔

۳۔ شرح: شراب پینے والے دوستو! اگر ایک دن محفل میں ساقی نہیں آیا، جو باری باری جام بھر کر دیتا اور ہم شراب پیتے تو کچھ سوچا نہیں۔ کیوں نہ ہم شراب کے مشکے ہی کو منہ سے لگالیں، اس کے بغیر چارہ ہی کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ شراب نوشوں کا گزارہ شراب پیٹے بغیر ہو ہی نہیں سکتا ساقی موجود ہو تو وہ ترتیب سے ایک ایک کو خاص پیمانے کے مطابق پلائے گا، لیکن اگر ساقی موجود نہیں تو تقسیم کا معاملہ خارج از بحث ہے۔ اس کے سوا چارہ نہیں کہ مشکے ہی کو منہ لگا لیا جائے، یعنی جتنی شراب کوئی پینا چاہتا ہے، پی لے۔

اس شعر میں خاص پہلو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر محفل اور ہر دائرے کی تنظیم و ترتیب مرکزی شخصیت پر موقوف ہوتی ہے۔ شراب کی محفل میں ساقی کو مرکزی حیثیت